رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷۷

هو العلیم الحکیم

العلم علمان علم الابدان علم الادیان

هو الحکیم العلیم

طب جدید پنجابی کا نہایت دلچسپ اور مفید

ماہوار رسالہ

تبصرۃ الاطباء

اطباء کو گرد و اطراف مشکلات سے نکالنے والا

جلد ۱	مدیر حکیم احمد الدین موجد طب جدید	نمبر ۸

مقاصد رسالہ

(۱) علم علاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل یونانی۔ ڈاکٹری۔ ویدک ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ و منقدانہ بحث کرنا اور انکے غلط مسائل کو پختہ دلائل کے ساتھ رد کرنا اور انکے صحیح مگر مختلف فیہ مسائل کو باہم تطبیق دیکر ایک جدید لیکن مکمل اور صحیح طب کا ملک میں قائم کرنا اس رسالے کا خاص اور پہلا مقصد ہوگا۔

(۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات۔ جدید علمی نکات اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہی دینا۔

(۳) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت صحیح مشورہ دینا۔

ہر قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہئے

حکیم احمد الدین بانی انجمن خادم الحکمت

شاہدرہ۔ لاہور

قواعد رسالہ

(۱) یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ٹھیک یکم تاریخ کو دفتر سے شائع ہو جاتا ہے۔ جن اصحاب کو رسالہ وقت پر نہ ملے تو دس تاریخ تک بھی اطلاع دیکر رسالہ منگوا سکتے ہیں۔ جو بیرنگ روانہ ہوگا۔ لیکن دس تاریخ کے بعد درخواست آنے پر قیمتاً مل سکیگا۔

(۲) عام سالانہ قیمت تین روپیہ۔ طالب علموں سے دو روپیہ آٹھ آنہ۔ اُمرا سے پانچ روپیہ جو کہ ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں ہے۔

(۳) قیمت سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ یا وی۔پی ارسال کرنے کی اجازت بخشیں۔ بلا اجازت کسی صاحب کے نام رسالہ وی۔پی نہ ہوگا۔ منی آرڈر بھیجنے میں خریداروں کا خرچ ۲ رہے۔ لیکن وی۔پی کی وصولی میں ۴ر خرچ ہوگا۔ پس اپنا فائدہ سوچ لیں۔

(۴) تمام علمی سوالات مفت درج رسالہ ہونگے۔ لیکن تشخیصی سوالات جو کسی مریض کے متعلق طبی مشورہ کے رنگ میں ہوں وہ سوالات اگر عام اطباء کے ہوں۔ تو دو آنہ فی سوال اور اگر مدیر رسالہ سے خاص ہوں تو دو روپیہ فی سوال اس کے ہمراہ بھیجنا ضروری ہوگا ورنہ تلف کر دیئے جائینگے۔ البتہ ممبران انجمن خادم الحکمت کے اپنے اور انکے اہل و عیال کے متعلق ایسے سوالات مفت درج ہو سکتے ہیں۔

(۵) عارضی طور پر تبدیل مقام کے لئے اپنے ڈاکخانہ میں اطلاع کر دینی چاہیئے۔ اگر ہمیشہ کے لئے یا کم از کم چھ ماہ کے لئے جگہ تبدیل کی ہو تو دفتر کو آگاہ فرما دیا کریں تاکہ آپ کا پتہ تبدیل کر دیا جائے ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کا دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔

(۶) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ آنا چاہیئے۔

(۷) نمونکا پرچہ ساڑھے چار آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکیگا۔

منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ پیوستہ

حفظِ صحت

گزشتہ سے پیوستہ

از حکیم احمد الدین موجد طب جدید

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ نتیجہ عقل و قیاس کے خلاف نکل رہا ہے۔ اور علم خواص الاشیاء باوجود صحیح علم ہونے کے ہماری حفظ صحت میں کیوں ناکام ہے۔ سو یاد رہے کہ علم خواص الاشیاء کے سلب امراض میں کامیاب ہونے اور حفظ صحت میں ناکام رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علم خواص الاشیاء کا اکثر حصہ وہ ہے جو کہ سارے کا سارا مریضوں پر تجربہ کر کے بنایا گیا ہے۔ اور بہت ہی کم حصہ ایسا ہے جو تندرستوں پر تجربہ کر کے بنایا گیا ہو۔ اس واسطے سلب امراض میں تو یہ علم اکثر کامیاب رہتا ہے۔ لیکن حفظ صحت میں اکثر ناکام ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں، عالمان علم خواص الاشیاء نے ایک اور بڑی غلطی کی ہے کہ تمام اشیاء کو انہوں نے عموماً دو فہرستوں میں منقسم کر دیا ہے۔ چنانچہ بعض اشیاء کو انکے افعال کے ماتحت انسان کے لئے یا اس کے کسی خاص عضو کے لئے مفید اور سراسر نفع مند قرار دیدیا ہے۔ اور بعض کو سراسر مضر اور نقصان دہ قرار دیدیا ہے۔ حالانکہ کوئی شے بھی نہ منکل الوجوہ انسان کے لئے مضر ہے اور نہ منکل الوجوہ مفید بلکہ صحیح امر یہ ہے کہ ہر ایک چیز بعض شرائط کے ماتحت مفید ہوتی ہے۔ اور بعض شرائط کے ماتحت وہی چیز مضر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ پیچھے اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اس واسطے بھی موجودہ علم حفظ صحت صحیح نہیں بلکہ اس میں بہت سی غلطیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ علم ہمارے واسطے اسقدر مفید نہیں ہوا جسقدر کہ اس نے نقصان پہنچایا ہے۔ نتیجہ یہ کہ علم علاج سے تو ہم کو بہت فائدہ پہنچا ہے لیکن علم حفظ صحت سے بجائے فائدہ کے کچھ نہ کچھ نقصان ہی ہوا ہے۔ اس واسطے بہتر یہی ہے کہ ہم اس ضروری اور مفید علم کو از سر نو بنائیں اور اس کے اصول

ایسے رکھیں جو کہ صحیح ہونے کے علاوہ آسان بھی ہوں۔

سو واضح رہے کہ پہلے علم حفظ صحت اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہر ایک وہ چیز جسکے ساتھ انسان کا معاملہ پڑتا ہے علیحدہ علیحدہ بیان کی ہے۔ اور پھر اس کے افعال بیان کئے ہیں۔ گویا علم حفظ صحت اور علم خواص الاشیاء کو گڈ مڈ کر دیا گیا ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرینگے بلکہ علم حفظ صحت کو ان تمام شرائط کے ماتحت جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہوا ہے۔ تقسیم کر کے ایک ایک شرط پر علیحدہ علیحدہ فصل باندھ کر ہر شے کی تاثیرات اور صفات کو صرف اشارۃً بیان کر دینگے۔ تاکہ یہ علم بہت آسان ہو جائے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) مقدار (۳) وقت (۴) طریقہ (۵) شکل (۶) عادت۔

فصل اوّل

ضرورت کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ ہر ایک شے جس سے ہم متاثر ہونا چاہیں پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ آیا اس کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔ یا نہیں۔ اگر ضرورت ہے تو ہم اس سے مستفید ہوں ورنہ اس سے اجتناب اور پرہیز کریں۔ مثلاً کھانے اور پینے کی چیزوں میں ہمیں ہر وقت اسی اصول پر عمل درآمد کرنا ضروری ہے کہ اگر کوئی چیز کھانے کی ہم کو صحیح ضرورت ہے تو ہم کھالیں اگر پینے کی ہم کو ضرورت ہے تو ہم پی لیں ورنہ صرف کسی کو خوش کرنے کے واسطے یا اپنے دل کو خوش کرنے کے واسطے کھانا یا پینا اختیار نہ کریں۔

ضرورت کے متعلق جاننا چاہئے کہ ضرورت کا علم حاصل کرنے کے واسطے کسی طبّی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی دیگر علم خواص الاشیاء کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ ہماری مزاج کیا ہے۔ تاکہ ہم اس خاص مزاج کے موافق خورد و نوش کی اشیاء مہیا کریں اور نہ ہی ہم کو ہر وقت کسی خاص خلط کی کمی بیشی کا اپنے جسم میں پتہ لیتے رہنا ضروری ہے تاکہ ہم بلغم کی

زیادتی کے وقت گرم خشک اشیاء کے استعمال کی ضرورت محسوس کریں اور صفراء کی زیادتی کے وقت سرد و تر اشیاء کی طرف راغب ہوں نہیں اور ہرگز نہیں جن لوگوں نے علم حفظ صحت کو ایسی شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے انہوں نے کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھا۔ پس طالبان حفظ صحت کو اپنے خود ساختہ اصولوں کے ماتحت اپنی صحت کی حفاظت میں کوشاں نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ان کو اس علم سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے جو کہ قدرت نے ہر ایک جاندار کو خود بخود عطا فرما دیا ہوا ہے۔ بھوک اور پیاس دونو کیفیتیں کیا ہیں کھانے اور پینے کی ضرورت کے اظہار کے لئے ہمارے واسطے دو قدرتی اصول ہیں تاکہ ہم ضرورت کا احساس خود بخود کر لیں۔

پس طالبان صحت کو چاہئے کہ جب تک سچی بھوک نہ لگے کچھ نہ کھائیں اور جب تک سچی پیاس ظاہر نہ ہو کچھ نہ پئیں۔ سچی بھوک اور سچی پیاس وہ ہے جو بغیر کسی کھانے پینے والی اشیاء کے دیکھنے کے پیدا ہوں۔ لیکن اگر دیکھنے کے بعد پیدا ہو تو وہ اشتہا سچی نہیں بلکہ جھوٹی ہے۔ مثلاً ایک شخص نہایت مرغوب طبع اور لذیذ کھانوں کو دیکھتا ہے تو اسکا دل انکے کھانے پر للچاتا ہے اسکا نام بھوک نہیں۔ ایسا ہی ٹھنڈے لذیذ اور خوشبودار شربتوں کو دیکھکر اسکے پینے کو دل چاہتا ہے۔ مگر یہ پیاس نہیں کہلاتا خواہ کسقدر انسان کا دل انکے کھانے اور پینے پر للچائے اور بے اختیار ہو جائے اسکا نام صحیح بھوک اور صحیح پیاس نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے جماع کی خواہش بھی انسان کے واسطے ایک قدرتی خواہش ہے وہ بھی بلا ضرورت نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی صحیح ضرورت اس وقت سمجھنی چاہئے جس وقت بغیر کسی بیرونی محرک چیز کے خود بخود دل میں خواہش پیدا ہو۔ لیکن اگر عشقیہ فسانوں کے پڑھنے یا فریق ثانی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پیدا ہو تو وہ صحیح خواہش نہیں بلکہ جھوٹی خواہش ہے۔ پس کھانے پینے کی چیزوں میں یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی تاثیر کیا ہے اور وہ ہمارے موافق ہے یا نہیں بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ہم کو سچی بھوک اور پیاس موجود ہے یا نہیں۔ اسی طرح جماع کے متعلق یہ دیکھنا ضروری نہیں کہ کسقدر عرصہ

کے بعد ہونا چاہئے یا کہ ایک دن میں کسقدر دفعہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس قسم کے اصول بالکل فضول اور غلط ہیں بلکہ صرف صحیح ضرورت کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر ضرورت موجود ہے تو کوئی ہرج نہیں خواہ ایک دن میں کئی دفعہ ہو۔ لیکن اگر ضرورت نہیں تو بالکل جائز نہیں خواہ ماہ دو ماہ یا سال کے بعد بھی ہو۔

نتیجہ نکلا کہ کھانے پینے کے متعلق یہ قانون تو غلط ہے کہ فلاں چیز مزاج کے لحاظ سے سرد ہے یا گرم یا فلاں چیز ثقیل ہے۔ یا خفیف (ہلکی) وغیرہ بلکہ ضرورت صحیح کا موجود ہونا شرط ہے۔ اگر ضرورت موجود ہے تو جو غذا بھی کھائے جائز ہے۔ اور وہی غذا جسم کی تمام ضروریات کو پورا کریگی۔ یعنی اسی غذا میں سے معدہ جسم کیلئے پرورشی اجزاء نکالکر بدن میں پہنچا دیگا۔ اور کسی قسم کی مرض اس انسان کے قریب تک نہ آنے پائے گی۔ پس کھانے پینے کے متعلق صحیح قانون یہی ہے کہ بھوک اور پیاس کے وقت جو چاہو کھاؤ اور پیو۔ لیکن بلا ضرورت عمدہ سے عمدہ چیز کو بھی ہاتھ نہ لگاؤ جو شخص صحت کی حالت میں پرہیز کرتا رہیگا اور ہر چیز کے متعلق اس کی مزاج دیکھکر استعمال کرنے کا عادی بنے گا۔ وہ اپنی صحت کی حفاظت میں کامیاب نہ ہوگا۔ بلکہ بہت جلدی ضائع کر لیگا۔ طالب حفظ صحت کے واسطے ضروری ہے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر قسم غذا کھائے۔ گوشت بھی کھائے۔ سبزیاں بھی کھائے۔ قسم قسم کے پھل بھی کھائے لیکن ضرورت کے ماتحت یعنی بھوک کے وقت کھائے۔ شکم سیری کے وقت کوئی چیز بھی نہ کھائے خواہ کسقدر اچھی چیز ہو۔

اخلاط اور امزجہ کی غلط تھیوریوں میں پڑکر طرح طرح کے اوہام اور وساوس میں پڑنا مثلاً گوشت گرم ہے۔ یہ نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ گرمی کریگا۔ دال بادی ہے نہ کھانی چاہئے کیونکہ بادی کریگی۔ اچار و چٹنیاں ترش ہیں اور ترشی نزلہ و زکام کو پیدا کرتی ہے وغیرہ وغیرہ خیالات سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ خیالات حفظ صحت کو مفید نہیں بلکہ سراسر مضر ہیں۔

(باقی در ۸)

ممبران انجمن کا فرض ہے کہ اشاعت رسالہ کی توسیع میں کوشاں ہوں۔

افعال الاعضا

گزشتہ سے پیوستہ

از جناب حکیم مولوی عبدالغنی صاحب سکنہ جھیورانوالی

یونانی اطباء تو فرماتے ہیں۔ کہ جب فضلہ میں کیلوسی اجزا نہیں رہتے۔ تو طبیعت اس سے توجہ ہٹا لیتی ہے۔ پس یہ بدبو سبب وہ عارضی حرارت سے متعفن اور بودار ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹروں کا یہ خیال ہے۔ کہ امعاء سے جو رطوبات اس میں شامل ہوتی ہیں۔ وہ خود بھی بودار ہوتی ہیں۔ اور اسے بھی بوناک کر دیتی ہیں۔

طب جدید۔ کہتی ہے کہ اگر غذا کما حقہٗ ہضم ہو اور وقت معینہ پر دفع حاجت ہو جائے تو اس میں تعفن (بدبو) نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ہاضمہ ضعیف ہو۔ فضلہ میں غذائیت باقی ہو۔ رطوبات کیلوسیہ فضلہ میں موجود رہیں عروق کیلوسیہ نے جذب نہ کی ہوں۔ فضلہ مقدار معینہ سے زیادہ عرصہ امعاء میں رہے خارج نہ ہو ان تمام صورتوں میں کیمیائی استحالات اسکو متعفن اور گندہ کر دیتے ہیں۔

معدے اور امعا کی ریاح

معدے سے بذریعہ ڈکار اور امعاء سے براستہ مقعد جو ریاح خارج ہوتی ہیں ان کی موجودگی تو اظہر من الشمس ہے۔ کبھی بودار ہوتی ہیں۔ اور کبھی کم بو والی۔ کبھی بار بار خارج ہوتی ہیں۔ اور کبھی گاہ بگاہ۔ کبھی نفخ (پھول جانا) اور قراقر (آواز) ہوتا ہے۔ اور کبھی بحالت صحت محسوس بھی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سوال کہ یہ ریاح آتی کہاں سے ہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

یونانی اطباء تو اس کی پیدائش تحلیل غذا اور رطوبات سے بتاتے ہیں یعنی جب معدہ اور امعاء میں غذا ہضم ہوتی ہے۔ تو انکے حل ہونے سے مثل بخارات دخانیہ (دھوئیں جیسے بخارات) پیدا ہوتی ہے۔ اور سرد ہوتی ہے۔ نیز اس کی پیدائش جگر میں بتاتے ہیں۔

اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ سوالات مندرجہ رسالہ کے جوابات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں

ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ غذا کے کھاتے وقت سانس کی ہوا بذریعہ حلق معدے میں چلی جاتی ہے۔ جو ریح بن کر خارج ہوتی ہے۔ نیز بذریعہ تنفس بھی داخل ہوتی ہے۔

طب جدید۔ جو ڈکار کہ غذا کے کھاتے ہوئے یا چند منٹ بعد تک آتی ہیں ان میں تو وہی ہوا خارج ہوتی ہے جو کہ لقمہ نگلنے کے ساتھ معدہ میں چلی گئی تھی لیکن غذا کھانے کے دور بعد جو ڈکار آتے ہیں وہ رطوبات معدی سے کیمیائی استحالات کے وقت ہوا پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ افعال معدہ کی بے اعتدالی کی ایک معتبر علامت ہے۔

اسی طرح سے باد مخالف بھی دو قسم پر ہے ایک تو وہ ہے جو بوقت پاخانہ ہمراہ فضلہ خارج ہوتی ہے۔ سو یہ ہوا وہی ہوا ہے۔ جو کہ بذریعہ سانس کے لیکر خون میں شامل ہو گئی تھی۔ اب بطور فضلہ کے خارج ہو رہی ہے۔ کیونکہ جیسے ہم غذا کھاتے ہیں۔ ہوا بھی کھاتے ہیں۔ ہر ایک کا فضلہ براہ مقعد نکلتا ہے۔ اور اسکا اکٹھا خارج کرنے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ تا فضلہ کو نکالنے میں ہوا بھی ممد و معاون ہو۔

باقی رہا ڈکار اور باد مخالف کا بدبودار ہونا سو وہ معدہ و امعاء کے مواد موجودہ کے لحاظ سے ہے۔ جیسی رطوبات و اغذیہ معدہ میں ہونگی یا جیسے فضلات امعاء میں ہونگے انہیں کی کیفیت سے ہوا بھی متکیف ہو کر خارج ہوگی۔

سوزش و خراش معدہ و امعاء بھی پیدائش ہوا میں ممد و معاون ہیں۔ کیونکہ جس طرح سے ان اعضاء کی سوزش انکی اندر کے مواد کو خارج کرنے میں معاونت کرتی ہے۔ مثلاً معدہ کی سوزش قے پیدا کرتی ہے۔ اور امعاء کی اسہال پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح معدہ و امعاء کی سوزش ہوا بھی زیادہ پیدا کرتی ہے تاکہ اخراج مادہ میں ممد و معاون ہو۔

نفخ اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب ہوا ورم سے پیدا ہو لیکن خروج کی طرف مائل نہ ہو۔ اور خروج کی طرف مائل ہونے میں دو سبب مانع ہوا کرتے ہیں :۔

(۱) کوئی ایسی مرض شدید جس کی طرف طبیعت متوجہ ہو اور خروج ریاح کی طرف سے

غافل ہو (۲) سخت قبض جس میں باوجود متوجہ ہونے طبیعت کے ہوا خارج نہ ہو سکے۔

نفخ اور قراقر کے لئے ضروری ہے کہ امعاء علیا میں سوزش یا خراش یا ورم ہو لیکن امعاء سفلی (نچلی آنتیں) میں سکون اور کمزوری ہو خصوصاً امعاء مستقیم میں تاکہ سوزش وخراش وغیرہ ہوا کی پیدائش کا موجب ہو اور سکون عدم اخراج کا باعث۔ پس نفخ کی یہی فلاسفی ہے۔

جگر کی ساخت اور اسکے افعال

جگر جس کو ہندی میں کلیجہ۔ عربی میں کبد اور انگریزی میں لیور LIVER کہتے ہیں ایک بہت بڑی گلٹی ہے جس کی ساخت اسفنج کی سی ہے۔ رنگ سرخی مائل بھورا ہوتا ہے۔ مگر بچپن (چھوٹی عمر) میں بیگنی۔ اور بڑھاپے میں زردی مائل ہو جاتا ہے۔

یہ گلٹی (جگر) وزن میں جسم انسان کے چالیسویں حصے کے برابر بتائی جاتی ہے اور حجم میں۔ لمبائی دس سے بارہ انچ۔ چوڑائی چھ سے سات انچ اور موٹائی تین انچ کے قریب دبیز ہوتی ہے۔

اس کی اوپر کی سطح جو حجاب[1] حاجز (دیافرغما) کے ساتھ چھوتی ہے۔ محدب (گول) ہوتی ہے۔ اور نیچے کی سطح مقعر (گہری) جو معدہ۔ معا اثنا عشری۔ معا قولون کے آڑے حصے اور داہنے گردہ سے مس کرتی ہے۔

زیرین سطح پر ایک لمبی درز ہوتی ہے۔ جو اس کے دو حصے بنا دیتی ہے۔ داہنا حصہ بڑا۔ جو داہنی طرف پسلیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور بایاں حصہ چھوٹا جو معدے

[1] حجاب حاجز جسے دیافرغما اور حجاب الصدر بھی کہتے ہیں۔ ایک عضلاتی متحرک جھلی ہے۔ جو سینے اور شکم کے درمیان آلات ہوا۔ اور آلات غذا کو جدا کرتی ہے۔ اس کی حرکت سے سانس لینے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اور عضلات کے سکڑنے سے معدہ پر دباؤ ڈالکر قے کراتی ہے اس میں تشنج واقع ہونے سے ہچکی پیدا ہوتی ہے۔

کے اوپر ہوتا ہے۔ اور تلی تک چلا جاتا ہے۔ (دیکھو شکل ہذا)

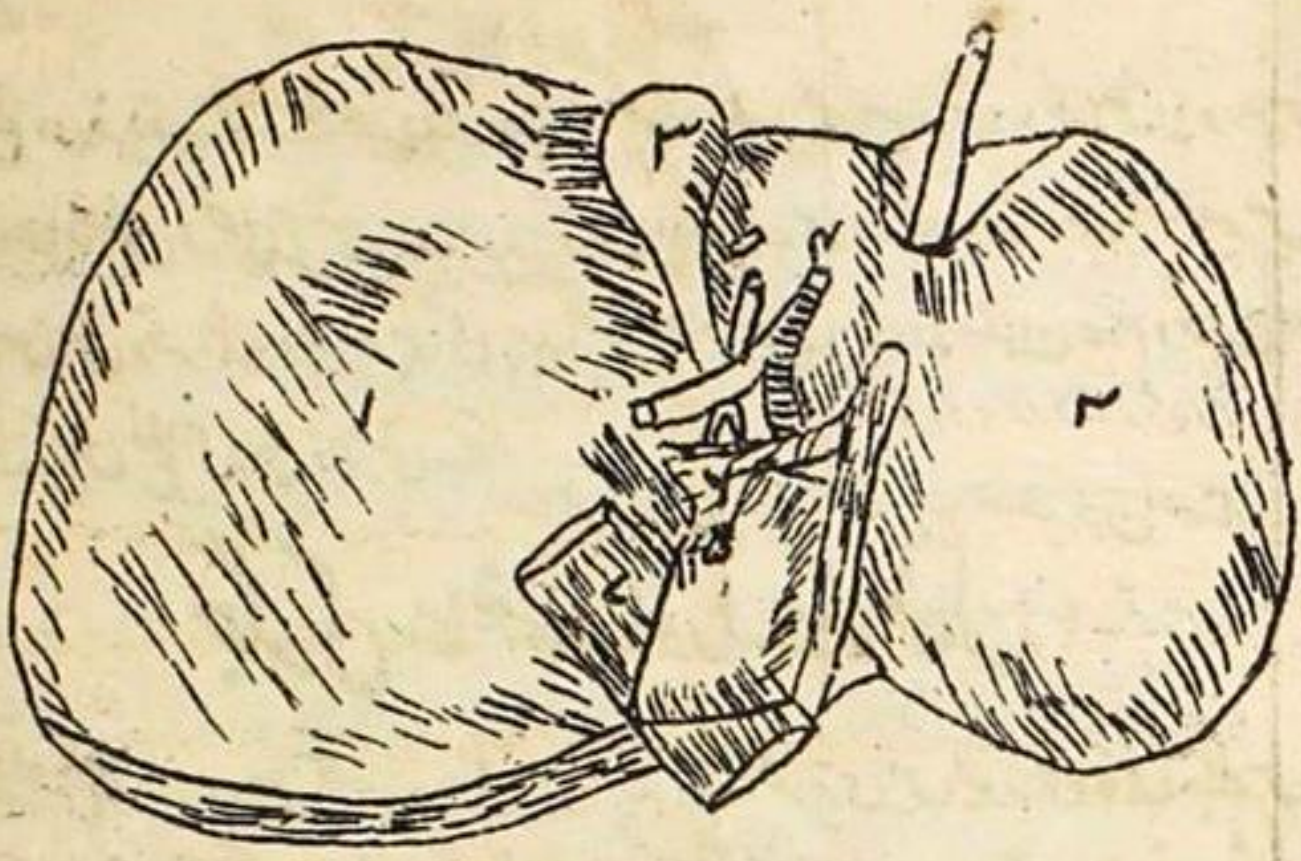

(۱) جگر کا دایاں حصہ (۲) جگر کا بایاں حصہ (۳) مرارہ (پتہ) (۴) شریان کبدی۔
(۵) ورید کبدی (۶) ورید باب الکبد (۷) ورید اجوف نازل

اس میں بذاتہٖ حس حرکت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اعصاب اور عضلات کے ذریعے ہوتی ہے۔ مگر جگر میں نہ کوئی عصب ہوتا ہے۔ اور نہ عضلہ۔ البتہ اس کے اوپر ایک غشائی (جھلی کا) غلاف ہوتا ہے۔ جس سے احساس ہوتا ہے۔

افعال

(۱) جگر خون پیدا کرنے کا سب سے بڑا آلہ ہے۔ معدہ سے جب کیلوس بذریعہ عروق ماساریقا جذب ہوکر اس میں پہنچتا ہے۔ تو اسکے فعل سے متاثر ہوکر خون بن جاتا ہے۔

(۲) صفرا بھی اسی میں پیدا ہوتا ہے۔ جو ایک زرد رنگ کی سبزی مائل چمک سی ہوتی ہے۔ بے بو۔ کڑوا۔ اور قدرے لیسدار ہوتا ہے۔ جو درحقیقت ایک فضلہ ہے۔ جس کا خون سے جدا ہونا ضروری ہے۔

(باقی دارد)

علاج الامراض

گذشتہ سے پیوستہ

مگر اس میں باقی جسمی حالت چنداں خراب نہیں ہوتی - اور نہ ہی وہ درد لازمی رہتا ہے - بلکہ کسی وقت ہوتا اور کسی وقت رفع ہو جاتا ہے - لیکن جو مصفی خون اعضاء کی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے اس میں جسمی حالت میں بہت نقص پڑ جاتے ہیں - اول تو ساتھ بخار ہو جاتا ہے - دوسرا ماؤف جوڑ متورم ہو جاتا ہے تیسرا اس قسم کا درد عموماً دیرپا ہوتا ہے اس واسطے کاروبار چھوڑا دیتا ہے -

علاج - قسم اول کا علاج تو بالکل آسان ہے - مقوی مولدہ ادویات دینے اور خوراک میں اعتدال پیدا کرنے اور کسیقدر ورزش اور محنت اختیار کرنے سے فوراً آرام آجاتا ہے - لیکن دوسری قسم کا درد بہت ہٹیلا ہوتا ہے - اور اسکا علاج خاص خاص اعضا کے افعال کو اعتدال پر لانے سے ہو سکتا ہے - اور چونکہ اعضاء مصفی خون بہت ہیں - اس لئے اس قسم کی علامات اور اسباب اور علاج بھی کئی قسم پر ہیں - جو کہ مفصل طور پر صرف ادجاع مفاصل کے فصل میں لکھے جائینگے تاہم مخدر روغنات کا مالش کرنا اس جگہ بھی اکثر مفید پڑتا ہے -

فصل نویں

وجع العنق جسکو ہماری زبان میں گردن میں بل پڑنا کہتے ہیں -

ماہیت مرض گردن کی ایک جانب کا عضلہ متشنج ہو جاتا ہے جس کے اکڑ جانے سے مریض اسی طرف گردن جھکائے رکھتا ہے - دوسری طرف گردن کو پھرائے تو سخت درد محسوس ہوتا ہے - اس کی دو قسم ہیں (۱) بہ سبب گرم سرد ہو جانے یا عرصہ تک ایک ہی کروٹ پر سوتے رہنے سے اس عضلہ میں اجتماع خون

ہوکر تشنج امتلائی واقع ہو۔ (۲) گردن کے مہروں میں سے کوئی مہرہ اپنی جگہ سے پھسل جائے۔ خواہ بیرونی صدمات کی وجہ سے یا گردن میں کوئی رسولی پیدا ہوکر۔

علاج - اگر رسولی ہے تو اسکا علاج اس کے باب سے اخذ کریں اور اگر صدمات بیرونی سے مہرہ کا التوا ہو تو ہاتھ سے مل کر درست کریں۔ اور اگر اجتماع خون سے ہو۔ تو تجاویز ذیل میں سے کسی پر عمل کریں۔

(۱) گردن پر گرم پانی یا گرم روئی سے ٹکور اور سینک کریں۔

(۲) کسی محمر اور خراش کنندہ دوا کا لیپ کریں جیسے سنڈھ یا دارچینی یا لہسن وغیرہ۔

(۳) کسی تیز اور مخدر تیل سے مالش کریں۔ جیسے روغن دفلی یا روغن حرمل یا روغن قطا میں تھوڑا سا کافور ملاکر یا روغن تارپین خصوصاً اگر اس میں قدرے کافور حل کیا ہوا ہو۔

(۴) کھانے کے واسطے اگر قبض ہو تو کوئی قبض کشا دوائی دی جائے ورنہ ایسی ادویہ دی جائیں جن سے سر کی طرف سے دوران خون کو کم کریں۔ جیسے اسطوخودوس پوٹاسی پرومائڈ وغیرہ جنکا بیان گذشتہ کسی فصل میں گذر چکا ہے خصوصاً یہ نسخہ بہت مفید و مجرب ہے۔ گل اسطوخودوس ۶ ماشہ۔ سونف ۶ ماشہ۔ فلفل گرد ۱۱ عدد پانی میں پکاکر چائے اور قہوہ کی طرح گرم گرم پلائیں اور مریض کو کمبل سے ڈھانپ دیں بہت جلد پسینہ آکر آرام ہو جائیگا۔ انگریزی ادویات میں سے فنسٹین یا انٹی پائرین بقدر ۳ رتی کے ہمراہ پانی دیں بہت مفید ہیں۔ میٹھا تیلیا مع بر بقدر نصف رتی کے صبح و شام دینا بھی درد کو رفع کر دیتا ہے۔

فصل دسویں

وجع الاضلاع - یعنی پسلیوں کا درد۔ یونانی کتب میں باعتبار اختلاف جگہ درد کے مختلف نام کی امراض لکھی گئی ہیں جیسے ذات الجنب ذات الصدر۔ ذات الریہ ذات الکبد۔ ذات العرض۔ خانقہ۔ برسام وغیرہ۔

کیفیت مرض - از روئے کیفیت کے یہ مرض دو قسم پر ہے (۱) یہ کہ ان جگھوں

رسالہ کی خریداری سرٹھ نا تمام کاپیوں کی کنجی ہے۔

کے عضلات یا اغشیہ یا حجابوں میں سے کسی عضو (مچھلی) یا غشاء (جھلی) یا حجاب (پردہ) میں دورانِ خون تیز ہو جائے۔ لیکن ورم نہ ہو پس بوجہ اجتماع خون کے درد پیدا ہو۔

(۲) یہ کہ ورم پیدا ہو جائے۔ اور اس ورم کی وجہ سے درد پیدا ہو۔

علامات قسم اول کی علامات یہ ہیں۔ سانس لینے۔ کھانسنے۔ چھینکنے یا ہاتھ ہلانے سے درد کو زیادتی ہوتی ہے۔ مگر وہاں دبانے اور مالش کرنے سے درد میں خفت پیدا ہوتی ہے۔ اور بخار نہیں ہوتا۔ اگر ہو تو دائمی نہیں ہوتا۔ قسم دوم کی علامات یہ ہیں۔ بخار دائمی اور لازمی ہوتا ہے حسب خفت و شدت ورم کے بخار بھی کم و بیش حالت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح بحسب کمی بیشی بخار کے دیگر عوارضات بخار مثل سرعتِ نبض۔ قارورہ کی رنگینی۔ رخساروں کا سرخ ہونا۔ پیاس وغیرہ بھی کم و بیش ہوا کرتے ہیں۔

اسباب مرض۔ خنازیری مزاج یا سلی مزاج کا ہونا۔ یعنی غدودوں کے فعل میں مزمن طور پر نقص کا پیدا ہو جانا۔ عورتوں میں فتور حیض یا مرگی یا باؤگولہ کا ہونا۔ سردی لگنا۔ چوٹ لگنا۔ افعال جگر کا ناقص ہونا۔

علاج قسم دوم یعنی ورم والی مرض کا تو باب امراض اورام میں لکھا جائیگا لیکن قسم اول کا علاج یہاں لکھدیا جاتا ہے۔

اگر قبض ہو تو قبض کشائی کردیں۔ ورنہ مسکن اور مخدر ادویہ کھلائیں پلائیں مثلاً افیون۔ میٹھا تیلیا۔ بیخ بنفشہ بری۔ کافور۔ جوہر پودینہ۔ جوہر اجوائن۔ اجوائن خراسانی وغیرہ

چنانچہ نسخہ ہائے ذیل بہت مفید ہیں۔ (۱) بیش مدبر۔ کافور اور صبدوار تینوں ہموزن باریک کر کے خوراک نصف رتی سے ۲ رتی تک (۲) بیخ بنفشہ۔ زعفران اور صبدوار ہموزن خوراک ایک رتی سے ۳ رتی تک۔ (۳) سوڈا سلے سلاس۔ انٹی فبرین ہموزن۔ خوراک ۲ رتی سے ایک ماشہ تک (۴) اجوائن خراسانی۔ اتولہ بیخ آک (عشر) ماشہ باہم ملا کر خوراک ۲ رتی سے ۴ رتی تک۔

نسخہ جات کو تجربہ کر کے غلط نسخوں کی تردید کرنا اور صحیح کی تصدیق پر خریدار کا فرض

مقامی علاج - ماؤف جگہ پر سینک یا ٹکور کرنا - مجمرات اور مخرش چیزوں کا ضماد و طلا کرنا - مخدرات اور مجمرات کو ملا کر ضماد یا طلا یا مالش کرنا۔

مندرجہ ذیل مرکبات بیرونی استعمال کے واسطے مفید و مجرب ہیں۔

(۱) قرنفل (لونگ) جائفل اور سونٹھ ہموزن لیکر نیم کوب کریں اور چار گنا سرسوں کے تیل میں انکو جلا کر تیل کو صاف کریں۔ اور اس تیل کی مالش کریں۔

(۲) رائی سفید - تخم تربہ ہموزن کو پانی میں گھوٹ کر ماؤف جگہ پر ضماد کریں۔ اور نصف گھنٹہ کے بعد اُتار دیں۔

(۳) آک کے پتے کروندے تیل سے چپڑ کر اور آگ کے سامنے گرم کر کے مقام ماؤف پر رکھکر اوپر سے مستحکم طور پر پٹی باندھ دیں۔

(۴) روغن دخلی کی مالش کریں۔ جسکا نسخہ انجمن کے رسالہ ہدیۃ الاطباء میں درج ہے۔

(۵) عنب الثعلب - کوکنار - بابونہ ہر ایک ۵ تولہ کو نصف سیر پانی میں جوش دیکر صاف کریں۔ اور آدھ پاؤ گل روغن میں اس پانی کو ڈال کر آگ پر رکھدیں حتے کہ پانی جل جائے۔ پھر اس تیل میں بکری کے گردہ کی چربی ۲ تولہ پگھلا کر سرد کریں اور ضرورت کے وقت مالش کریں۔

(۶) روغن تارپین تولہ کو ۳ تولہ روغن کنجد میں ملا کر مالش کریں۔

(۷) روغن شفاء کی مالش کریں۔ اگر مالشوں سے جلد آرام نہ ہو تو گلاس کوزہ اور رمی وغیرہ لگائیں۔ یا تیز جلاب دیدیں تاکہ اسالہ ہو جائے۔

(باقی دارد)

ممبران انجمن کا فرض ہے کہ اشاعت رسالہ کی توسیع میں کوشاں ہوں۔

علم الادویہ

از حکیم احمد الدین موجد طب جدید

تیل کو عموماً یونہی پلا دیا جاتا ہے کیونکہ بلا بو اور بلا ذائقہ ہونے کی وجہ سے بآسانی پی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تیل عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا مصفےٰ نہ مل سکے بلکہ زرد رنگ اور بو دار ہو جو کہ اکثر ناقص اور خراب قسم کے ہوتے ہیں۔ تو اس کی بو اور ذائقہ کو چھپانے کے واسطے دودھ میں ملا کر یا خوشبو دار عرقوں مثل عرق پودینہ یا سونف یا سنگترہ وغیرہ میں ملا کر پلا دیا جاتا ہے۔ زیادہ وزن میں کھانڈ ملا کر اس کو شیریں کر لینا بھی ذائقہ کو چھپا دیتا ہے۔ لعاب صمغ عربی میں ملا کر دینے سے بھی اکثر طبائع کی نفرت دور ہو جاتی ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ صمغ عربی (گوند کیکر) ایک حصہ پانی ڈیڑھ حصہ میں حل کر کے لعاب بنائیں۔ پھر تیل ارنڈ جسقدر محلول کرنا ہو اس سے نصف حصہ لعاب اسکے ساتھ ملا کر کھرل کریں اور کوئی خوشبو دار عرق بھی تیل کے وزن کے مطابق لیں اور آہستہ آہستہ عرق کی بوندیں ڈالتے اور کھرل کرتے جائیں حتےٰ کہ لعاب اور تیل اور وہ عرق سب کچھ حل ہو کر یکجان ہو جائیں۔ پھر میٹھا ملا کر یا ویسے ہی پلا دیں۔ عرق خوشبو دار ملانا صرف نازک طبیعتوں کی ضیافت طبع کے واسطے ہے ورنہ صرف سادہ پانی ملا دینا بھی کافی ہے۔

روغن بید انجیر نکالنے کی ترکیب۔ تیل نکالنے کی بہت سی ترکیبیں ہیں۔ جیسے آگ دیکر نکالنا۔ مطبوخ بنا کر پانی کے اوپر سے تیل اُٹھا لینا وغیرہ لیکن سب سے عمدہ اور اعلےٰ ترکیب بیجوں کو صرف دبا کر بغیر آگ کے تیل نکالنے کی ہے۔ کیونکہ اس طرح سے بلا بو اور بلا ذائقہ سفید رنگ کا تیل نکلتا ہے۔ خواہ بادام روغن والی مشین میں نکالا جائے یا کوہلو میں پیس کر یا کونڈہ میں ڈنڈہ سے

اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ سوالات مندرجہ رسالہ کے جوابات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں،

دبا کر نکالا جائے۔ اس قسم کا تیل بآسانی پی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن آگ پر نکالا ہوا متعفن کریہ منظر ہونے کی وجہ سے متلی پیدا کرتا ہے اور خراب ڈکار آکر قے آجاتی ہے۔

مقدار خوراک ۔مغز تخم ارنڈ ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ۔ روغن ۲ تولہ سے ۴ تولہ۔

مرکبات معجون بید انجیر (۱) ایک سیر دودھ گاؤ میش کا لیکر اسکا کھویہ بنائیں۔ جب کھویہ بننے کے قریب پہنچے تو ایک پاؤ مغز تخم بید انجیر سائیدہ اور ایک پاؤ صاف اور سفید کھانڈ پسی ہوئی ملا کر معجون کی طرح بنا رکھیں۔

خوراک ایک تولہ سے ڈیڑھ تولہ تک دائمی قبض اور وجع المفاصل ہر قسم اور ان تمام امراض میں جن میں روزانہ قبض کشائی اور اسہال مفید ہوں دی جانی چاہیئے۔

(۲) **روغن بید انجیر کافوری**۔ آٹھ حصہ روغن بید انجیر کو کسی برتن میں ڈال کر آگ پر گرم کریں پھر ایک حصہ کافور گرم گرم روغن میں ڈال کر کسی شیشی میں بند کر کے نرم نرم آگ پر رکھدیں تاکہ کافور اس تیل میں حل ہو جائے۔ اور مرض بواسیر میں ہر دفعہ رفع حاجت کے بعد استنجا کر کے مقعد کو روئی یا کپڑے سے صاف اور خشک کر کے مسوں پر یہ تیل لگا دیا کریں۔ کچھ مدت استعمال کرنے سے مسّے مضمحل اور پژمردہ ہو جائینگے۔ اور بواسیری تمام تکالیف رفع ہو جائے گی۔

اسپغول یا اسبغول

جس کو عربی میں بدر قطونا کہتے ہیں۔ یہ ہماری دیسی دوا ہے۔ جو کہ سفید قدرے سرخی مائل کشتی نما دانے ہوتے ہیں اور قد میں ¼ انچ لمبے اور ⅛ انچ چوڑے ہوا کرتے ہیں۔ اور ان کی محدب سطح پر ایک سیاہ داغ ہوتا ہے۔ ان دانوں کے اوپر ایک باریک سا چھلکا ہوتا ہے۔ جس میں ایک لعابدار مادہ ہوتا ہے جو پانی میں بھگونے سے پانی کو فالودہ کی طرح گاڑھا کر دیتا ہے۔ اس دوا میں

درحقیقت جزو موثرہ یہی چھلکا ہوتا ہے۔

خواص (۱) مرخی و مرطب یعنی جسم کے جس حصہ پر اس کو رکھا جائے وہ جگہ نرم اور تر ہو جاتی ہے۔

(۲) محلل اورام۔ یعنی ہر ایک قسم کی ورم۔ پھوڑے اور پھنسیوں وغیرہ پر استعمال کرنے سے ورم کو تحلیل اور کم کر دیتی ہے۔

(۳) مدر بول۔ یعنی اس کے اندرونی استعمال سے پیشاب کھلکر آتا ہے۔

(۴) دافع عطش یعنی اس کے اندرونی استعمال سے پیاس میں تسکین اور کمی آجاتی ہے۔

مرکبات

(۱) **لعاب اسبغول**۔ اسبغول ۱ ماشہ کو تین پاؤ پانی میں ایک گھنٹہ تک بھگو دیں۔ پھر ملکر چھان لیں۔ اگر مدھنی سے اسکو مدھ لیں تو بہت اچھا لعاب نکل آتا ہے۔

(۲) **جوشاندہ اسبغول**۔ اسبغول ۹ ماشہ کو کچلکر ایک سیر پانی میں ڈالکر آگ پر پکائیں۔ جب تین پاؤ پانی رہے تو اسکو چھان لیں۔

(۳) **ضماد اسبغول سادہ**۔ اسبغول خوب کوٹ کر باریک کیا ہوا ایک حصہ پانچ حصہ پانی میں ملاکر آگ پر مثل لئی کے پکالیں اور اثنار پختگی میں قریب ۱ ماشہ کے روغن زیتون یا روغن کنجد یا روغن زرد اس میں ملا دیں۔

(۴) **ضماد اسبغول مسکن**۔ اسبغول کوٹا ہوا پانچ تولہ کو کنار باریک کیا ہوا ایک تولہ یا افیون سائیدہ ۴ ماشہ ایک پاؤ پانی میں پکائیں اور اخیر میں ایک تولہ گل روغن یا روغن خشخاش ملاکر آگ سے نیچے اوتار لیں۔

(۵) **ضماد اسبغول خلی**۔ اسبغول کو سرکہ میں گھوٹ کر غلیظ القوام کرلیں

مواقع استعمال۔ تمام قسم کے تپوں میں شدت پیاس کو روکنے کے واسطے اور منہ کو نرم اور تر رکھنے کے واسطے لعاب اسبغول کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تیز

مسہلات کے بعد امعاء کی سلین اور سوزش کو روکنے اور پیچش سے بچانے کے واسطے اسکا استعمال بہت موثر ہے۔

صفراوی اسہال میں اسکا استعمال آنتوں کو صفرا کی تیزی سے بچالیتا ہے۔ اور اس طرح خراش امعاء رفع ہوکر دستوں میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اس میں قبض کی تاثیر نہیں ہے۔ اس واسطے مرض اسہال میں اسہال کو روکنے کے واسطے اس کو یقینی طور پر نہیں دے سکتے۔ البتہ اگر قبض مطلوب ہو تو اس کے ہمراہ کوئی اور قابض چیز ملا سکتے ہیں۔ یا اسبغول سالم کو بریان کر کے دینے سے کسیقدر قبض کی تاثیر اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مرض سوزاک میں بطور مدر و مسکن کے دیا جائے۔ مرض پیچش میں امعاء کی سوزش رفع کرنے کے واسطے بہت ہی مفید ہے۔ نزلہ و زکام اور کھانسی میں غشاء مخاطی کی سوزش کو رفع کرنے کے واسطے دیا جائے۔ سوزش معدہ۔ خراش معدہ۔ ورم معدہ وغیرہ میں تسکین تحلیل وغیرہ فوائد کے حاصل کرنے کے واسطے دینا چاہئے۔ لعاب اسبغول سے بدن پر مالش کرنا یا سر کو دھونا جلد بدن کو اور بالوں کو نرم بنا دیتا ہے۔

دم حلق۔ ورم مری وغیرہ میں جوشاندہ اسبغول کا استعمال گرم گرم حالت میں بطور غرغرہ کرنا مفید ہے۔ اور پرانی کھانسی اور ضیق وغیرہ میں بھی گرم گرم جوشاندہ پلانا زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ گرم گرم استعمال کرنے سے اس کی قوت تحلیل زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ نیز ان امراض میں سرد پانی اور بیرونی سردی مضر ہوتی ہے۔ اس واسطے جوشاندہ اسبغول گرم گرم حالت میں استعمال کرنا چاہئے ورنہ جب جوشاندہ سرد ہو جائے گا تو پھر لعاب اسبغول اور جوشاندہ اسبغول میں تاثیر کی وجہ سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور جن جن مواقع میں لعاب کا استعمال کرنا مفید لکھا ہے ان تمام امراض میں جوشاندہ اسبغول سرد شدہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں ان دونوں میں تاثیر اور خواص کے رو سے ایک ذرہ بھر فرق نہیں ہے۔

(باقی دارد)

مضامین زنگار مضمون بھیجکر اڈیٹر کا ہاتھ بٹائیں۔

استفسارات

سوال نمبر ۳۵ - کوئی عمدہ نسخہ ضیق النفس کے واسطے طب جدید کے رو سے درج رسالہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ (مولوی محمد سعید ار ملکھانوالہ (سیالکوٹ)

سوال نمبر ۳۶ - کوئی مجرب خضاب کا نسخہ سہل الحصول رسالہ میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔ (حکیم محمد سمیع اللہ از گھڑی کپورہ)

سوال نمبر ۳۷ - ذیابیطس کا مرض ساون بھادوں میں خود بخود شروع ہو جانا اور کاتک میں بلا دوا کے خود بخود رفع ہو جانا اس کی کیا وجہ ہے۔ (حکیم عنایت اللہ از نیل امرتسر)

سوال نمبر ۳۸ - التماس ہے کہ اعلےٰ پایہ کا ایک ایسا نسخہ جو حافظہ کی طاقت کو بڑھائے یعنی یاد کرنے کی طاقت کو بڑھائے۔ اور کم قیمت ہو۔ اور ہر ایک مزاج کے موافق ہو اس ماہ کے رسالہ میں درج کر کے مشکور فرمائیں۔ (حکیم پنڈت میلا رام شرما از سدھالہ کلاں (گجرات)

سوال نمبر ۳۸ - جملہ اطباء حاذقین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ دائمی قبض کے وجوہات اور اس کے مفصل علاج پر روشنی ڈالیں۔ علاج میں اشیاء سہل الحصول اور کم قیمت درج فرماویں۔

(حکیم محمد فاضل ہیڈ ماسٹر مڈل سکول روہیاہ ضلع راولپنڈی)

سوال نمبر ۳۹ - جملہ ناظرین رسالہ اور خصوصاً ممبران انجمن خادم الحکمت کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی اپنی عقل خداداد اور قیاس و مشاہدہ کی بنا پر اس امر کا اظہار فرمائیں کہ مندرجہ ذیل صفات اور قوتیں کس کس عضو میں ہیں۔

(۱) **قوت مدبرہ بدن** - جو کہ خلاف مزاج و طبع تاثیرات کے بدن پر پہنچتے وقت انکا مقابلہ کرتی ہے۔

(۲) **قوت فیصلہ** جس سے تمام پیچیدہ و مشکل امورات میں خواہ دینی ہوں یا دنیوی غور کرنے کے بعد یقینی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

(۳) **قوت ارادی** جس سے کسی کام کے سرانجام دینے کے متعلق مصمم ارادہ کرلیا جاتا ہے۔

(۴) رحم۔ جبر۔ عدل وغیرہ صفات جو اپنے اپنے موقعہ پر ظاہر ہوتی ہیں۔

(۵) **اشتہا** یعنی خواہش۔ جو کہ ہر ایک ضرورت کے وقت مختلف اشیاء کے متعلق انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔

(۶) انکار یا تسلیم کی صفات جنکا اظہار ہر ایک امر کے موقعہ پر ہوا کرتا ہے۔

(۷) **قوت حوصلہ**۔ جو بوقت مصیبت ظاہر ہوتی ہے۔

(حکیم سراج الدین شاد یوالیہ منیجر رسالہ تبصرۃ الاطبار)

جوابات استفسارات

جواب نمبر ۲۶۔ شدید بخار میں جبکہ بیمار کو غنودگی بے ہوشی اور ہذیان وغیرہ ہوتا ہے۔ تو یہ خاص اس بات کی علامت ہے۔ کہ مقدم و موخر دماغ میں اجتماع خون ہے۔ کیونکہ مقدم دماغ میں اجتماع خون سے بات غنودگی اور بے ہوشی لاتا ہے۔ اور موخر دماغ میں اجتماع خون سے ہذیان ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں فوراً وہ نسوار جو کہ علم الادویہ کے باب آک کے بیان میں درج ہے ناک میں پھونکنی چاہئے۔ تاکہ غشاء بلغمیہ میں سوزش ہوکر اسکا فعل تیز ہونے سے رطوبت خون سے نکلنی شروع ہو جائے گی اور اجتماع خون میں کمی واقع ہوگی۔ اور بیمار کو مندرجہ بالا علامات سے افاقہ ہو جائیگا۔ اور دوران خون کو دماغ کی طرف کم کرنے کے لئے وہ تجاویز جس سے زیادہ کمزوری نہ ہو جائے۔ حسب حال مریض عمل میں لادیں۔ اور وہ تمام تجاویز

باب الاوجاع کے فصل صداع میں مذکور ہیں۔ مانند پاشویہ۔ حجامت۔ سر کا اونچا رکھنا یا سر پر برف کا رکھنا مسہل فصد وغیرہ وغیرہ۔

اور دل کی حرکت کو کم کرنے کے لئے ایسی حالت میں سفوف بیشی مناسب اور مفید ہے۔ نہ کہ سفوف سمی۔ البتہ جب دل کی حرکت کچھ کم ہو جاوے۔ تو پھر سفوف سمی دینا چاہیئے۔ کیونکہ سفوف سمی مقوی دل ہے۔

آپ کے سوال میں غشی اور ہذیان دونوا کٹھے درج تھے۔ لیکن غشی اور ہذیان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ غشی تو دل کی حرکت کے سست ہو جانے سے ہوتی ہے۔ جب دل کی حرکت سست ہو جاوے گی۔ تو لامحالہ دماغ میں خون کم ہو جائیگا۔ برخلاف اس کے ہذیان دماغ میں اجتماع خون سے ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں امراض اکٹھی نہیں ہو سکتیں جس تپ میں غشی ہو گی سرسام وہذیان وغیرہ نہ ہو گا۔ اسی طرح سے جس مریض تپ کو سرسام وہذیان کی شکایت ہو گی اُسے غشی نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی وجہ سے ہو جائے تو فوراً مریض کا خاتمہ سمجھیں۔ البتہ سرسام اور ہذیان کی علامات کے ساتھ غنودگی اور بے ہوشی اکثر ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن اس بے ہوشی اور غشی میں بہت فرق ہے۔ غشی میں جسم کی رنگت زرد مثل مردہ کے ہو جاتی ہے۔ لیکن غنودگی اور بے ہوشی وغیرہ کی رنگت بدستور رہتی ہے۔ غشی کے مریض کا سر بجائے اونچا رکھنے کے فوراً نیچے لٹکا دینا چاہیئے۔ نیز دل کی حرکت کو بجائے کم کرنے کے زیادہ تیز کرنے والی تجاویز پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ غشی کے علاج میں سب سے اول قوت مدبرہ بدن کو متنبہ کرنے کے واسطے سرد پانی کے چھینٹے مُنہ پر مارنے چاہیئے۔ یا ناک میں کوئی نسوار دینی چاہیئے۔ جو خراش پیدا کر کے طبیعت کو اُکسا دے۔ یا تیز خوشبودار ادویہ سونگھائی جائیں۔ جسے دل کو تحریک ہو کر غشی رفع ہو۔ اور رفع غشی کے بعد مقویات قلب ادویات کو کام میں لائیں۔ اور ان تمام اسباب کے رفع کرنے کی کوشش کریں۔ جن کی وجہ سے دل کی کمزوری واقع ہو کر غشی پڑ گئی تھی۔ تاکہ دوبارہ مرض غشی عود نہ کرے۔

(حکیم سراج الدین شاد دیوالیہ)

نسخہ جات کو تحریر کرنے غلط نسخوں کی تردید کرنا اور صحیح تصدیق پر خریدار کا فرض ہے

ایضاً جواب نمبر ۲۶ - طب جدید کا طریق علاج ایسے نازک وقت کی مرض کا تو اڈیٹر صاحب خود دینگے یا حکیم عبدالغنی صاحب سکنہ جھیو رانوالی - میں صرف تدابیر نافع حوالہ قلم کرتا ہوں - اگر پسند ہوں تو عمل کرکے فائدہ اُٹھائیں -

اگر سرسامی حالت ہوگئی ہو جو کہ عموماً ایسے حمیات میں ہو جایا کرتی ہے تو پہلے فصد سے کام لیں - اگر کوئی امر مانع نہ ہو اور خاصکر غلبہ خون بھی پایا جائے تو ایسی حالت میں بیرونی علامات اکثر کارگر ہوا کرتے ہیں - مثلاً بھری سنگھیاں پنڈلیوں پر کھینچنا تاکہ انجرات گرم جو صعود کرکے شیشۂ دماغ کو جو کہ حس وحواس کا محل ہے خراب کر رہے اور غشی و بیہوشی طاری ہو رہی ہے - اسالہ مادہ ہو کر افاقہ ہو جاوے اور پاشویہ و اطراف باندھنا بھی فائدہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتا - عمل حُقنہ بھی عمدہ فائدہ کرتا ہے - غرضیکہ بیرونی علاجات سے افاقہ حاصل کرکے پھر مسہل سریع الاثر تجویز کریں - کیونکہ عموماً ایسے حمیات میں مُسہل ضرور ہوا کرتا ہے جب مادہ غیر صالحہ اخراجات پا جاتا ہے - تو صحت ہو جاتی ہے - جب تک مواد غیر صالحہ اخراج نہیں پاتے نخلخہ وغیرہ و مفرحات سے صرف افاقہ ہی ہوتا ہے - ہاں اگر مواد سخت ہیجان میں آکر رطوبات کو سوختہ کر ڈالیں تو مریض کم بچتا ہے - پھر چارہ نہیں - آگے اُس مالک قادر کو طاقت ہے - کہ بغیر علاج کے بھی صحت دیدیتا ہے - اگر تقدیر مبرم ہے تو دوا وغیرہ بہانہ سے کچھ نہیں ہوتا - تقدیر معلق کسی نہ کسی بہانہ سے ٹل سکتی ہے - تقدیر مبرم کسی بہانہ کو نہیں مانتی -

(حکیم مولوی بہاؤالدین شاہ)

جواب نمبر ۲۷ - بھکاٹ جسکو لالہ لابھ سنگھ صاحب نے گندنا تحریر کیا ہے یہ گندنا نہیں یہ اکثر خود رو کھیت گندم وغیرہ میں بہت ہوتا ہے - اور پنساری لوگ اسی کو تخم گندنا تصور کرکے فروخت کر رہے ہیں - یہ گندنا نہیں گندنا اور چیز ہے - اگرچہ اُس کے میسّر نہ ہونے کی صورت میں یہ اُس کا بدل ہو سکتا ہے - فقیر نے خود کوئٹہ بلوچستان میں اسکا ساگ وغیرہ کھایا ہے - بہت ریح شکن چیز ہے - مثل تھوم کے ہوتا ہے - اور پہاڑ سے لوگ لاتے ہیں - اور بھکاٹ میں کشتہ چاندی عمدہ ہوتا ہے

جوکہ ضیق النفس وغیرہ کو فائدہ مند ہے۔ اور ریح و بواسیر والے بطور ساگ کے ہمارے علاقہ کے گنوار لوگ اِس کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن چنداں فائدہ نہیں کرتا بہت گرم خشک ہے۔ بغیر مرغن غذا کے اس کے استعمال پر دلیری نہ کریں۔ بواسیر خونی کے لئے کشتہ حجر الزخم یعنے سنگجراحہ اس میں عمدہ ہوتا ہے۔ جوکہ حابس خون بواسیر وغیرہ کا ہوتا ہے۔ (حکیم مولوی بہاؤ الدین شاہ)

تحقیقات و تجربات

ماہ مئی کے پرچے میں زیر عنوان تجربات و تحقیقات جناب باوا سوبھا رام صاحب حکیم نے تخم سرس کے متعلق اپنے جو تجربات شائع کرائے ہیں۔ ان سے مجھے حرف بحرف اتفاق ہے۔ لیکن اس میں حسب ذیل اضافہ کرکے بزعم خود اس تحقیقات کو مکمل کئے دیتا ہوں۔

(۱) ایک شخص کو عرصے سے سرعت انزال کا عارضہ تھا۔ بقدر ۶-۶ ماشہ صبح و شام تخم سرس کا سفوف ہموزن مصری ملاکر کھلاتا رہا۔ کامل ڈیڑھ ماہ میں صحت یاب ہوگیا۔ اور اب پانچ سال سے بھلا چنگا ہے۔ کسی قسم کا نقص دوبارہ پیدا نہیں ہوا۔

(۲) ایک شخص کی آنکھ میں جالا تھا۔ اس کے تخموں کا سفوف کرکے بطور سرمہ صبح و شام لگوایا۔ چند دنوں میں وہ جالا کٹ گیا۔ اور آنکھ شفاف نکل آئی۔

(۳) ایک شخص کو خناز یر کا مرض تھا۔ اور مدت تک علاج کراتا رہا۔ ڈاکٹروں نے بھی بارہا اپریشن کئے۔ لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ میں نے اسکا علاج معجون تخم سرس سے کیا۔ ایک چلہ میں مرض نابود ہوگیا۔

صفتہ۔ تخم سرس کو کوٹ چھان کر اس سے دوچند شہد ملاکر کوری ہانڈی میں ڈالکر

اہل علم حضرات سے فرض کہ سوالات مندرجہ رسالہ کے جوابات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

ڈھکنا دیگر ماش کے آٹے سے لب بند کرکے دو ہفتے دھوپ میں رکھیں۔ بعد ازاں نکال کر ایک تولہ صبح کو کھلایا کریں۔ اگرچہ یہ معجون بدبودار ہوتی ہے۔ لیکن ازالۂ مرض کے لئے تیر بے خطا کا کام دیتی ہے۔

واضح ہو کہ اکثر اوقات خنازیر کے ساتھ تپ دق بھی شامل ہو جاتی ہے۔ اس وقت خنازیر کا علاج کرنا بیمار کا صریحاً خون کرنا ہے۔

اصول علاج یہ ہے کہ تپ دق کا علاج کریں۔ خون سے سمیت دور ہو کر اصلاح ہو جائیگی اور خود بخود یہ گلٹیاں غائب ہو جائینگی۔ جیسے جیسے خون سے کمزوری دور ہو کر قوائے بیمار میں تقویت پیدا ہوتی جائیگی۔ اسی پیمانے پر یہ گلٹیاں بھی کم ہوتی جائینگی۔ اور رفتہ رفتہ خود بخود تحلیل ہو جائینگی۔ گویا یہ ایک علامت ہے۔ اس سے طبیب صحیح نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ مرض دق کافور ہو گیا یا ابھی کچھ باقی ہے۔ گلٹیوں کا اثر کچھ باقی ہو۔ تو سمجھ لیں کہ مرض ابھی موجود ہے۔ جب یہ بالکل مٹ جائیں۔ تو رائے قائم کرلیں۔ کہ استعداد مرض جاتی رہی۔ میں نے ابھی تین بیماروں کا علاج کیا۔ اب وہ سب کے سب چنگے ہیں اور انکا علاج اسی اصول سے کیا تھا۔

تپ دق کی شمولیت کے وقت یہ گلٹیاں بطور عرض پدیدار ہوتی ہیں۔ اصل مرض تپدق ہوتا ہے۔ خون کی خرابی اور کمزوری ان کی پیدائش کا مادہ ہے۔

چنانچہ طبیعت کو پہلے اچھی طرح غور وخوض کرلینا چاہئے۔ کہ کہیں خنازیر کے ساتھ تپدق تو نہیں ہے۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو جائے۔ تو معجون تخم سرس اس مرض کا حکمی علاج ہے۔ اور ساتھ ہی مرہم ذیل بنا کر گلٹیوں پر لگایا کریں کہ بفضلہ صحت یقینی ہے۔

صفتہ مرہم۔ قند سفید صاف ۱۵ تولہ۔ موم سفید۔ مردار سنگ۔ شنگرف۔ شاخ گاؤ سوختہ خرمہرہ زرد سوختہ ہر یک ۲ تولہ۔ سندھور ۸ تولہ۔ زنگار۔ نیلا تھوتھا ہر یک ۶ ماشہ۔ روغن کنجد ۱ تولہ اول موم و روغن کو آگ پر پگھلائیں۔ پھر قند ملا کر آگ سے اتار کر باقی ادویہ کا سفوف شامل کر کے خوب گھوٹ کر مرہم بنائیں۔ ہر روز اس میں سے گلٹیوں پر لگا کر برگ سوڑہ تازہ باندھ دیا کریں۔ (خادم الاحباب حکیم محمد علی آزاد۔ سابق ایڈیٹر مجلہ طبیہ دہلی۔ حال ریاست میسور)

نوٹ۔ حکیم صاحب براہ نوازش مریضانِ خنازیر کی تپ دق کا علاج بھی جسپر انہوں نے کامیابی حاصل کی ہے پورا پورا تحریر فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

اہل تجربہ اصحاب کا فرض ہے کہ اپنے نئے نئے تجربے درج رسالہ کرایا کریں۔

مراسلات

مراسلہ ۱ تسلیم مہ التکریم - براہ نوازش تکلیف فرماکر بھی سفوف سمی اور سفوف بیشی کے ہر دو نسخہ جات تحریر فرمائیں تاکہ اپنے زیر عمل لائے جاسکیں

(گنگا رام حکیم حاذق سرائے سدھو)

مراسلہ ۲ حکیم محمد عبدالرحمن صاحب کوٹلہ مغلاں و دیگر حکماء کی ماہواری رپورٹوں میں اکثر امراض کے علاج میں سفوف سمی اور سفوف بیشی کا ذکر آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوادویہ مرکب ہیں، اور انکے نسخے عام مشہور ہیں۔ مگر افسوس کہ تمام قرابادینوں میں چھان مارا لیکن نظر نہیں آئے آپ براہ مہربانی انکے اصل نسخوں اور ان کی ترکیبوں اور انکے خواص سے مطلع فرماکر مشکور فرمائیں۔

(حکیم عصمت اللہ از امرتسر خریدار ۲۲۴)

(ایڈیٹر) ایسے اور بہت سے مراسلات آتے رہتے ہیں جنکو مختصر سے جوابات ہمیشہ لکھے جاتے ہیں - لیکن چونکہ ان جوابات سے اکثر دوستوں کی تسلی نہیں ہوتی - اور ہمیں بھی ہر ماہ میں دو چار ایسے جوابات لکھنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر دو نسخے ایک دفعہ درج رسالہ کر دیئے جائیں تاکہ تمام دوست ان سے واقف ہوکر مستفید ہوں -

پس واضح رہے کہ سفوف سمی سم الفار کا مرکب ہے - اور سفوف بیشی مٹھا تیلیہ (بیش) کا مرکب ہے - سو پہلے میں سم الفار کے متعلق مضمون لکھتا ہوں - پھر اسکے ختم ہونے پر مٹھا تیلیہ کے متعلق لکھا جائیگا -

سم الفار جس کو سنکھیا اور دودھیا زہر بھی کہتے ہیں - سم الفار کو بیرونی طور پر اگر صحیح و سالم جلد پر لگایا جائے - تو کچھ اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا - کیونکہ جلد میں بسبب اسکے کثیف اور سخت ہونے کے سم الفار اس میں آسانی سے نفوذ نہیں کرسکتا - لیکن اگر جلد چھلی ہوئی ہو یا رگڑ کر جلد کو مسخ کرلیا جائے تو پھر اسکو وہاں لگانا سوزش پیدا

ممبران انجمن کو رسالہ میں مضامین بھیجنے کی طرف مائل ہونا ضروری ہے -

کر دیتا ہے۔ حتے کہ وہاں کی جلد کو کھا جاتا اور زخم پیدا کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ زیادہ وزن میں لگایا جاوے۔ لیکن تھوڑے وزن کی سوزش کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جلد پر صرف چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ لیکن زخم نہیں ہوتے۔ ہاں اگر تھوڑے وزن میں بار بار لگائے جائے تو بالآخر وہی نتائج نکلتے ہیں۔ جو زیادہ وزن میں لگانے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی زخمی جگہ پر لگایا جائے۔ تو بہت ہی کم مقدار میں اُس کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ جلد کو طاقت دیکر اُس میں اندمال کی طاقت پیدا کر دیتا ہے جس سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے ہٹیلے زخم اس کی بہت ہی خفیف مقدار کے استعمال سے مندمل ہو جاتے ہیں۔ لیکن زیادہ مقداریں زخم کو وسیع کر دیتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ مقداریں جلد کھلانے سے ہوا کرتی ہیں۔ یونانی اطبا نے عام طور پر اس کے اندرونی و بیرونی استعمال سے بہت ہی احتراز کیا ہے۔ وجہ یہ کہ چونکہ اُنکے ہاں ارکان اور امزجہ کا مسئلہ مسلم ہو چکا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس خیال سے کہ یہ دوائی زہر ہے اور سخت درجہ کی حار تاثیر رکھتی ہے۔ اسکے تھوڑے، وزن کے تجربات نہیں کئے۔ کیونکہ اُنکے نزدیک مزاج کا بدلنا محال تھا۔ غالباً انہوں نے اسی خیال سے ہر ایک زہریلی دوائی کے استعمال سے اجتناب رکھا۔ حالانکہ یہ اصول غلط تھا۔ پس اس طرح سے وہ سب زہریلی اشیاء کے خواص سے محروم رہ گئے۔ سمیات میں سے سم الفار اور بیش یعنی میٹھا تیلیا اول درجہ کی مفید اور کثیر الاستعمال اور بیشمار فوائد رکھنے والی دوائیں ہیں۔ جن کو استعمال کر کے دیدوں اور ڈاکٹروں نے بڑے بڑے منافع حاصل کئے۔

اب میں سم الفار کے اندرونی اثرات کے متعلق مسلسل لکھتا ہوں کہ سم الفار بوزن ایک رتی سے دو رتی تک کھایا جاوے۔ تو عموماً معدہ کے سوائے دیگر کسی عضو پر اُسکا اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب معدہ پر وارد ہوتا ہے تو سخت قسم کی سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں سخت درد شروع ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت مدبرہ بدن فوراً اوسکو باہر نکالنا چاہتی ہے۔ لہذا دست و قے جاری ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سے معدہ صاف ہو جائے تو مریض بچ جاتا ہے

مضامین نگار مضمون بھیجکر اڈیٹر کا ہاتھ بٹائیں۔

* خون میں غیر طبعی علامات پیدا کر دیتا ہے۔ جو کہ اسکی زہریلی مقداریں ہیں

اور سوائے اس کے کہ چندیوم اس سوزش معدہ سے جو پیدا ہو چکی تھی مریض تکلیف میں رہے اور کسی دیگر عضو پر اسکا اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اگر معدہ صاف نہ ہو۔ یا اس سوزش کا پورا علاج نہ کیا جائے تو مریض اپنی سوزش کی تکلیف اور اسہال وغیرہ کے سبب بہت جلد مرجاتا ہے۔ دورتی سم الفار سے زیادہ وزن خواہ چھ ماشہ یا تولہ تک ہو۔ یا اس سے بھی زیادہ تو بھی یہی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جب معدہ میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ فوراً طبیعت مدبرہ بدن اُس کو بذریعہ قے و اسہال کے دفع کر دیتی ہے۔ خواہ کسی وزن میں کھا لیا گیا ہو وہ فوراً خارج ہو جاتا ہے اور باقی وہی تکلیف رہ جاتی ہے۔ جو کہ سوزش معدہ کے نام سے موسوم ہونی چاہئے۔ اور جو کہ دورتی کے استعمال سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زہریلی مقدار میں اگر سم الفار کھا لیا جاوے۔ تو سوائے غذا کی نالی معدہ و امعاء وغیرہ کے دیگر تمام اعضاء پر اُسکا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ہضم ہو کر بذریعہ اعصاب یا شرائین اور وہ کے دیگر اعضاء تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس واسطے اُسکا جائے اثر صرف آلات الغذا ہی ہوتے ہیں۔ لیکن جب اُس کو ایک رتی سے کم دیا جائے تو جسقدر کم دیا جائیگا۔ اُسیقدر اُس کی سوزش بھی معدہ میں کم ہوگی اور طبیعت مدبرہ بدن اس سے غافل رہے گی یا یوں سمجھ لو کہ طبیعت کو اس کے خارج از بدن کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ معدہ میں ہضم ہو کر کیلوس میں مل جاویگا۔ کسی قدر خفیف سی سوزش کا اثر معدے پر پڑیگا۔ کیونکہ جب تک معدہ میں اُسکا لیٹ رہا ہے۔ اور جسقدر سم الفار کی کم خوراک کا اثر ہونا چاہئے تھا۔ اُسی قدر معدہ میں کمزور سی سوزش پیدا ہوگی۔ جسکو بجائے لفظ سوزش کے لفظ تحریک سے نامزد کرنا چاہئے۔ کیونکہ سوزش تو ایک تکلیف دہندہ چیز ہے۔ لیکن کم مقدار میں جو سوزش پیدا ہوگی وہ تحریک کے نام سے موسوم ہوگی۔ جو کہ معدہ کو طاقتور بنائے گی۔ اور اب سم الفار کی تاثیر بجائے زہریلا ہونے کے مقوی صورت میں ظاہر ہوگی۔ جیسا کہ مثال کے طور پر ورزش ہے۔ اگر ورزش بہت سخت کی جائے۔ تو وہ تکلیف دہ ہوگی۔ لیکن معتدل ورزش بجائے تکلیف دہ ہونے کے صرف محرک اور مقوی و مفرح ثابت ہوگی۔ یا مثلاً ہوا کہ اگر کم سرد

ہوگی تو مفرح ہوگی مگر حد سے زیادہ سرد تکلیف دہ ثابت ہوگی۔

ہر ایک دوائی جو زیادہ وزن میں معدہ پر سوزش کے آثار پیدا کرنے والی ہوگی۔ ضروری ہے کہ تھوڑے وزن میں مقوی و محرک معدہ ہو۔ پس تھوڑے وزن میں سم الفار بھی بجائے زہر ہونے کے معدہ کے واسطے ایک مقوی چیز بن جائیگا۔ پس اس غرض کے حاصل کرنے کے واسطے سم الفار کا وزن ایک رتی کا ایکسو پچیسواں حصہ ہونا چاہئے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ ایک رتی کے پچیسویں حصے تک بھی دے سکتے ہیں۔ ایک رتی کے پچیسویں حصے سے زیادہ اور زہریلی مقدار سے کم خوراک میں بھی اگرچہ شدید زہر نہیں تاہم بد نتائج ضرور نکلتے ہیں۔ کیونکہ اگرچہ ان مقادیر میں دینے سے فوراً نقصان نہ ہی ہو تو بھی دوسرے تیسرے روز یا چند یوم متواتر استعمال کرنے پر زہریلی علامات ضرور ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کہ ہر روز معدہ میں خفیف سی سوزش بڑھتے بڑھتے شدید سوزش پیدا ہو جاویگی۔ اور آخر وہی شکایات پیدا ہو جائینگی جو زیادہ مقدار میں ہونی چاہئیں۔ اس واسطے اقرب بالامن طریق یہ ہے کہ اُس کو بہت ہی تھوڑے وزن میں استعمال کیا جائے۔ تاکہ تقویت معدہ کا فعل حاصل ہو۔ نیز یاد رہے کہ اسقدر مذکورہ بالا خفیف وزن میں چونکہ یہ دوائی ہضم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا معدہ پر مؤثر ہونے کے علاوہ دیگر اعضا تک بھی اسکا اثر چلا جاتا ہے۔ اور اس حالت میں سم الفار کا قلیل وزن دوائیہ وزن کہلاتا ہے۔ یعنی جیسے ایک رتی سے دو رتی یا زیادہ وزن سمیدوزن کہلاتا ہے اسی طرح ایکسو پچیس سے پچیس حصہ رتی تک کا نام وزن دوائیہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس وزن میں پھر باہم تاثیرات کے لحاظ سے مختلف اعضاء پر اس کا مختلف اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ جب اسکا اثر معدہ سے کیلوس کے ہمراہ جگر میں جاتا ہے تو چونکہ جگر معدہ سے زیادہ نرم و نازک ہے۔ کیونکہ قدرت نے تمام اعضاء میں یہ حکمت رکھی ہوئی ہے کہ جسقدر اعضاء بیرونی اشیاء سے براہ راست ملاقی ہوتے ہیں وہ سخت ہیں۔ اور جوں جوں اندر کو چلے جائیں زیادہ تر نازک ہوتے جاتے ہیں آلات الغذا ہی کو دیکھ لو کہ منہ بہ نسبت دیگر اعضاء الغذا کے زیادہ سخت ہے معدہ

اُس سے نازک اور جگر اُس سے نازک تر۔ پھر آلات تنفس کو دیکھو منخیرین بہ نسبت بیرونی حصہ کے اندرون میں زیادہ نرم ہیں۔ پھر منخیرین سے حلق زیادہ نازک۔ حلق سے قصبہ ریہ نازک۔ قصبہ ریہ سے اقصائے ریہ نازک۔ یہ قدرت قادر کے کرشمے ہیں۔ غرضیکہ جب وزن دوائیہ میں سم الفار جگر تک پہنچتا ہے تو وہ اگرچہ اس وزن میں معدہ کے لئے تو چنداں مضر نہ تھا۔ لیکن جگر کے لئے انتہائی وزن دوایہ میں بسا اوقات مضر ہو جائیگا۔ کیونکہ اس کی نزاکت اسے برداشت نہ کر سکیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر جگر میں سوزش پیدا ہو گئی اور سم الفار بھی متواتر وہاں پہنچتا رہا تو اس میں سوزش شدید پیدا ہو کر جگر کئی طرح کے علامات کے ماتحت ماؤف و مریض ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر انتہائی خوراک نہیں ہے بلکہ کچھ کم درجے کی ہے تو جگر پر بھی صرف محرک و مقوی اثر کریگا۔ بایں صورت جگر کے بور دل میں اثر پہنچیگا یا یوں سمجھ لو کہ سم الفار خون میں ملکر دل تک پہنچ جائیگا۔ یہ عضو چونکہ سب سے بڑا رئیس ہے اس لئے دو طور پر نتائج نکلینگے۔ یعنی اگر وزن خوراک زیادہ ہے تو دل دو طور کے عمل کریگا۔ اول تو یہ کہ ایسے خون کو اپنی تکلیف کے احساس کی وجہ سے قبول نہ کریگا۔ لہذا اُس کی انبساطی چال کچھ کم ہو جائے گی۔ تاکہ خون اسکے اندر نہ آنے پائے۔ اور انقباضی چال بڑھ جائیگی۔ تاکہ ایسے خون کو اقصائے بدن کی طرف ڈھکیل دے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عروق شعریہ میں خون زیادہ جمع ہو کر وہ بعض جگہ سے پھٹ جائینگی۔ اور مریض میں مختلف جگہوں سے خون کا اخراج شروع ہو جائیگا۔ لیکن یہ اُس حالت کے نتائج ہیں کہ دل اس خون کو اپنی طبعی قوت سے ادراک کرلے۔ اور قبول نہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر قبول کرلے تو اُس کو دماغ و دیگر اعضا کی طرف روانہ کرنا شروع کر دے گا۔ اس حالت میں دل کی طاقت انبساطی و انقباضی دونوں بڑھ جائینگی اور دل کی حرکت بڑے زور سے محسوس ہوگی اور خفقان و اختلاج تک نوبت پہنچ جاویگی۔ اس سے آگے سُنئے کہ جب خون حامل سم الفار دماغ میں جائیگا۔ تو دماغ بھی اس سے متاثر ہو کر دو قسم کے نتائج پیدا کریگا۔ یعنی اگر زیادہ وزن سمیت کے سبب ایسے خون کو قابل

نہ سمجھیگا تو اس سے غذائیت نہ لیگا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اعصاب کی حس و حرکت میں کمی واقع ہو جائیگی۔ لیکن اگر سمیت کم ہوگی تو اُس کو قبول کر کے وہی غذا اعصاب میں تقسیم کریگا۔ جس سے خود دماغ میں بھی طاقت آئیگی۔ اور اعصاب بھی طاقتور ہونگے اور ان کی حس و حرکت بڑھ جائیگی۔ غرضیکہ اعضاء رئیسہ سے گذر جانے کے بعد پھر یہ خون سمیہ ہر ایک جگہ بیکار کاوٹ چلا جاویگا۔ اور جہاں جہاں جائیگا۔ ان اعضاء میں قوت و تحریک پیدا کرتا چلا جاویگا۔ اور چونکہ خون انسان کے جسم کے ہر ذرے پر سے گذرتا ہوا غذا دیتا جاتا ہے۔ اس واسطے یہ دوائی تمام جسم انسانی کے لئے ایک عام مقوی دوائی ہے۔ لیکن تھوڑے وزن میں نہ کہ زیادہ وزن میں۔ سمارے اعضا شمار کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہی لکھدینا کافی ہے کہ یہ دوائی مناسب وزن میں اسقدر مقوی اعضاء ہے کہ تمام اعضاء میں قوت تغذیہ بڑھا کر سب کو قوی کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کے استعمال سے انسان کی بیرونی جلد بھی طاقتور ہو جاتی ہے۔ اور اس کے نیچے والی چربی بڑھ جاتی ہے۔ اور ہڈیوں تک اُسکا اثر پہنچکر اُن کی ساخت مضبوط ہو جاتی ہے۔ گویا کہ اس دوائی کی نظیر دواؤں میں ملنا مشکل ہے۔ بہت ہی بے نظیر چیز ہے۔ جیساکہ زیادہ وزن میں مہلک اور جان کی دشمن ہے ویسے ہی کم وزن میں آب حیات ہے۔ بشرطیکہ اس کا استعمال کرانے والا اس کے حسب الوزن تاثیرات اور مریض کے حالات اعضائیہ سے پورا ماہر ہو۔

اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا سم الفار خون میں ملکر تمام بڑے بڑے اعضاء سے ہوتا ہوا نہایت چھوٹے چھوٹے اعضاء میں جاکر جزو بدن ہو جاتا ہے یا بدن کا جزو نہیں بنتا اور کسی راستے سے جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔

سو جاننا چاہیئے کہ سم الفار بدن انسان کا جزو نہیں ہوتا بلکہ افعال الاعضا کو تحریک دیتا ہوا بدن سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اخراج کے بہت سے راستے ہیں۔ اول تو اگر زیادہ وزن ہو یعنی زہریلی مقدار میں ہو تو معدہ ہی اسے بذریعہ قے یا اسہال کے خارج کر دیتا ہے۔ لیکن معدہ سے اگر گذر جائے تو

پھر اُس کو خارج کرنے کا کام جگر اور گردے سرانجام دیتے ہیں۔ یعنی پیشاب کے راستے خارج ہو جاتا ہے۔ پھر اُس سے کم درجے پر براہ صفرا و تھوک و آنسو و مسامات جلد بھی اُسکا اخراج ہوتا ہے۔ اس واسطے ادویات خارج ہوتے وقت ان اعضاء پر اپنا اثر کرتی ہوئی خارج ہوتی ہے۔ اگر بہت کم وزن خوراک سے کھائی گئی ہو تو ان سب اعضاء کو بھی طاقت اور تحریک دیتی ہوئی خارج ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات جب وزن میں ذرا زیادہ ہو یا بہت دنوں تک استعمال ہونے کی وجہ سے بار بار خارج ہوتی ہوئی ان اعضاء میں باعث تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بذریعہ مسامات خارج ہوتی ہوئی۔ ہے۔ اگر بہت کم وزن خوراک سے کھائی گئی ہو تو ان سب اعضاء کو بھی طاقت اور تحریک دیتی ہوئی خارج ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات جب وزن میں ذرا زیادہ ہو یا بہت دنوں تک استعمال ہونے کی وجہ سے بار بار خارج ہوتی ہوئی ان اعضاء میں باعث تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بذریعہ مسامات خارج ہوتی ہوئی جلد پر سوزش کر کے چھوٹی چھوٹی پھنسیاں پیدا کر دیتی ہے۔ اور غشائے مخاطی سے خارج ہوتے ہوئے زکام و نزلہ وغیرہ امراض پیدا کرتی ہے۔ پیشاب کے راستے سوزش بول وغیرہ علامات پیدا کر دیتی ہے۔ اور آنکھوں میں بھی سُرخی اور سوزش پیدا کرتی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس

تمام مخارج میں سوزش پیدا کرتی ہوئی بدن سے خارج ہو جاتی ہے۔ لیکن کم مقدار میں محض فائدہ کرتی ہے کسی قسم کا نقصان نہیں کرتی۔ اس جگہ ایک یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس مقدار دوائیہ سے بھی بہت کم مقدار میں اگر اسکا مدت تک استعمال کرتے اور آہستہ آہستہ اسکا وزن بڑھاتے بڑھاتے دوایہ مقدار تک لائی جاوے .....

اور اس کے بعد اس سے بھی بڑھکر مقدار سمیہ تک بھی پہنچ کر کسی قسم کے زہریلے علامات پیدا نہیں کرتی۔ کیونکہ تمام اعضائے بدنی اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔

اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ سوالات مندرجہ رسالہ کے جوابات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

ہاں جس مریض کو ابتداہی میں اسکا مقدار دوائیہ میں استعمال کرایا جائے۔ تو اُس کے حالات کو ہمیشہ ملاحظہ کرتے رہنا چاہیئے۔ مثلاً جب معلوم ہو کہ پیٹ میں کسی قدر نرم نرم درد ہوتا ہے۔ یا زبان اور مسوڑھوں میں سُرخی آجائے یا جی متلائے اور کبھی کبھی قے ہو جائے یا پیٹ میں مروڑ کی سی کیفیت ہو کر ایک دو دست آ جاتے ہوں۔ تھوک کم ہو جائے یا آنکھیں سُرخ اور پپوٹے متورم معلوم ہوں یا آنکھ اور ناک سے پانی جیسی رطوبت خارج ہونا شروع ہو جائے۔ یا سر میں درد شروع ہو جائے یا پیشاب کم خارج ہو یا نرم نرم بخار ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ سم الفار زیادہ مقدار میں دیا جا رہا ہے۔ اس واسطے فوراً اُس کی مقدار کم کر دینا چاہیئے اور چند یوم تک ناغہ کر کے جب وہ علامات رفع ہو جاویں تو پھر بہت ہی کم مقدار میں استعمال کرانا شروع کر دیں اور معالج کو چاہیئے کہ سم الفار کی مقدار دوائیہ جس مریض کو دے تو تاکید کر دے کہ ہر ہفتے کے بعد ایک دن کا ناغہ کر دیا کرے۔ اس طرح سے وہ علامات زہریلی نمودار نہ ہونگی اور نفع بے مضرت حاصل ہوگا۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر ترکیب سلیمہ اور بے مضرت یہ ہے کہ اس وزن دوائیہ سے بھی کم مقدار میں استعمال کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بمقدار ایک رتی کے ایک سو پچیسویں حصے سے لیکر ہزارویں حصے تک دینا چاہیئے۔ اس وزن خوراک کا نام وزن شفائیہ ہے یعنی جس طرح سم الفار ایک دو رتی یا اس سے زیادہ مقدار میں وزن سمیہ کہلاتا اور ایکسو پچیس حصہ رتی سے پچیس حصہ رتی تک وزن دوائیہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح ایک سو پچیس حصے سے کم کرتے ہوئے ہزارویں حصے تک وزن شفائیہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اب اس میں زہریلا اثر نام کو بھی باقی نہیں رہ جاتا بلکہ صرف شفا ہی شفا رہ جاتی ہے۔ اور بدن کے کسی نازک سے نازک حصے میں بھی اسکا سوزشی اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس اس وزن خوراک میں ایک ادنےٰ درجے کا طبیب بھی اسے بلا توقف ہر مرض و ہر مریض پر استعمال کرا سکتا ہے، اور تمام وہ فوائد جو کہ سم الفار میں ہو سکتے ہیں حاصل کر سکتا ہے۔ (باقی دارد)

اہل تجربہ اصحاب کا فرض ہے کہ اپنے نئے نئے تجربے درج رسالہ کرایا کریں۔